مدعی کے حق دعویٰ پر تحدید

سوال:۔ بعض معاملات کو عدالت میں فیصلہ کے لیے لے جانے کے لیے اس امر کی ضرورت ہے کہ مقدمہ ایک خاص مدت میں دائر کیا جائے۔ مدت گزر جانے کے بعد عدالت کی صوابدید پر منحصر ہے کہ وہ مقدمہ کی سماعت کرے یا نہ کرے۔ سماعت کی صورت اس وقت ممکن ہے جب کہ مدعی کی طرف سے تاخیر کی معذرت کی جائے۔ عدالت کو اختیار ہے کہ مدعی کی معذرت قبول کر کے سماعت کے بعد مقدمہ کا فیصلہ کرے یا قانون تحدید مدت (LIMITATION ACT) کے تحت اس مقدمہ کو خارج کر دے۔

ایسے کئی قوانین پاکستان میں نافذ العمل ہیں مثلاً ایک شخص کی جائیداد اراضی پر کوئی دوسرا شخص ناجائز طور پر متصرف ہو جائے اور اس کے قبضہ پر بارہ یا بیس سال گزر جائیں تو عدالت اسی قانون تحدید مدت کے تحت اس زمین کو اس کے اصل مالک کو واپس نہیں دلوا سکتی۔ اور مدعی کے مقدمہ کو سماعت کیے بغیر خارج کر دیتی ہے۔ اسی طرح سرکاری یا غیر سرکاری کاروباری اداروں میں اسی نوعیت کا قانون ملازمین کے لیے وضع کیا گیا ہے جس کا نام قانون ادائیگی اُجرت (PAYMENT OF WAGES ACT) ہے اس قانون کی ایک شق کی رُو سے ملازم اپنی تنخواہ یا اُجرت کا دعویٰ تنازعہ شروع ہونے یا مالک ادارہ کے انکاری جواب دینے کے چھ ماہ کے اندر اندر کر سکتا ہے اور عدالت اس کے حق میں فیصلہ دے سکتی ہے۔ بعد میں اسی قانون میں ترمیم کر دی گئی۔ اور اس کے دعویٰ کرنے کی مدت کو چھ ماہ کے بجائے تین سال تک بڑھا دیا گیا۔ اب اگر کوئی شخص اُجرت نہ ملنے کی صورت میں اس کے حصول میں تنازعہ شروع ہونے یا آجر کی طرف سے جواب ملنے کے تین سال بعد اپنی غصب شدہ تنخواہ کا دعویٰ کرے تو زائد المیعاد (TIME BARRED) ہونے کی وجہ سے عدالت سے اس کا مقدمہ خارج ہو جائے گا۔

سوال یہ ہے کہ انگریزی دور کے بنائے ہوئے یہ قوانین اسلام نظام عدل

کی رُو سے جائز ہیں یا ناجائز۔ اگر جائز ہیں تو کتاب وسنت کی رُو سے اُن کے جواز کی کیا دلیل ہے اور اگر ناجائز ہیں تو اس ناروا ظلم میں مظلوم کی دادرسی کے از روئے قرآن مجید، احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ مجتہدین کی فقہ کی رُو سے ان قوانین کے عدم جواز ہونے کے دلائل کیا ہیں؟

جواب:۔ آپ کے استفسار کا جواب یہ ہے کہ "مرورِ زمانہ" سے حقدار کا حق ساقط نہیں ہو جاتا اگرچہ زمانہ بہت طویل ہی کیوں نہ ہو۔

البتہ حکومت دعویٰ کی سماعت کے لیے ایک زمانے کا تعین کر سکتی ہے اور اس سلسلہ میں قانون بنا سکتی ہے، لیکن اس قانون میں کچھ شرائط ملحوظ رکھنا ہوں گی۔

پہلی یہ کہ مدعی نے دعویٰ کسی شرعی عذر کی بنا پر ترک نہ کیا ہو۔ مثلاً مدعی چھوٹا تھا، مجنون تھا یا مسافر تھا یا مدعی علیہ ایسے گروپ کا فرد تھا جس نے زبردستی غلبہ حاصل کر لیا ہو اور مدعی نے ان وجوہ کی بنا پر دعویٰ نہ کیا ہو تو اس کا دعویٰ مرورِ زمانہ کے باوجود قابلِ سماعت ہوگا۔
(دُرَرُ الحکام جلد۴ ص ۲۶۸)

دوسری یہ کہ مدعیٰ علیہ منکر ہو، اگر مدعیٰ علیہ حق کا اقرار کرنے کے بعد ادائیگی کا دعویٰ کرے تو بھی دعویٰ قابلِ سماعت ہوگا اور مدعیٰ علیہ سے ادائیگی کا ثبوت طلب کیا جائے گا۔ ثبوت پیش نہ کر سکنے کی صورت میں مدعی سے حلف لے کر اس کے حق میں فیصلہ دیا جائے گا۔ آپ نے جس قانون کے متعلق سوال کیا ہے وہ ان ان دو شرائط کے مطابق ہے تو قابلِ نفاذ ہے۔
(دُرَرُ الحکام جلد۴ ص ۲۶۸)

تیسری یہ کہ دعویٰ کے قابلِ سماعت نہ ہونے سے عنداللہ حق ساقط نہیں ہوگا۔ مدعیٰ علیہ دُنیا میں تو بعض صورتوں میں بری الذمہ ہو سکتا ہے، لیکن آخرت میں اس سے باز پرس کی جائے گی۔ اس قانون میں ایک شق یہ بھی ہونی چاہیے کہ بطور ثالثی ایک فرد یا گروہ فریقین کو نصیحت کے ذریعے ایک دوسرے کا حق دلوانے کی کوشش کرے اور فریقین کو ثالثی پر آمادہ کر کے ثالثی کرائی جائے۔ ایسی صورت میں ثالثی کا فیصلہ نافذ ہوگا۔ اگرچہ زمانہ زیادہ گذر گیا ہو۔